مکتب تعاونی برائے دعوت وارشاد شفاء - ریاض

روزے کے احکام

جمع وترتیب

شعبہ وافدین برائے مکتب

أحكام الصيام

جمع وترتيب

آفتاب عالم محمد أنس المدني

روزہ کے احکام ومسائل

جمع وترتیب:

آفتاب عالم محمد انس مدنی

نظر ثانی:

ڈاکٹر حافظ محمد انور

طبع ونشر:

مکتب تعاونی برائے دعوت وارشاد سُلی - ریاض

☏: ۰۱/۲۴۱۴۴۸۸_۲۴۱۰۶۱۵ فیکس: ۰۱/۲۴۱۱۷۳۳

© المكتب التعاوني للدعوة والإرشاد بالسلي، ١٤٢٧هـ
فهرسة مكتبة الملك فهد الوطنية أثناء النشر
المكتب التعاوني للدعوة والإرشاد بالسلي
أحكام الصيام / المكتب التعاوني للدعوة والإرشاد وتوعية الجاليات بالسلي-
الرياض، ١٤٢٧هـ
.. ص ؛ .. سم
ردمك: ٣- ٩-٩٧٤٦-٩٩٦٠
١- الصوم أ- العنوان
ديوي ٢٥٢,٣ ١٤٢٧/٤٢٦٩

رقم الإيداع: ١٤٢٧/٤٢٦٩
ردمك: ٣- ٩-٩٧٤٦-٩٩٦٠

بِسۡمِ اللّٰہِ الرَّحۡمٰنِ الرَّحِیۡمِ

روزہ کی حقیقت اور اس کا حکم

روزہ کی حقیقت: عبادت کی نیت سے کھانے، پینے اور بیوی سے مباشرت کرنے جیسے دیگر روزہ توڑنے والے امور سے طلوعِ فجرِ صادق سے غروبِ آفتاب تک رکے رہنے کا نام روزہ ہے۔

رمضان کا روزہ اسلام کا چوتھا رکن ہے، بخاری اور مسلم کی حدیث ہے کہ نبی کریم ﷺ نے فرمایا: (بُنِيَ الإِسْلاَمُ عَلٰى خَمْسٍ؛ شَهَادَةِ أَنْ لاَ إِلٰهَ إِلاَّ اللّٰهُ وَأَنَّ مُحَمَّدًا رَّسُوْلُ اللّٰهِ، وَإِقَامِ الصَّلاَةِ، وَإِيْتَاءِ الزَّكَاةِ، وَحَجِّ الْبَيْتِ وَصَوْمِ رَمَضَانَ، وَلِمُسْلِمٍ: وَصَوْمِ رَمَضَانَ وَحَجِّ الْبَيْتِ) ''اسلام کی بنیاد پانچ چیزوں پر قائم ہے: یہ گواہی دینا کہ اللہ کے سوا کوئی عبادت کے لائق نہیں، اور محمد ﷺ اللہ

کے رسول ہیں، نماز قائم کرنا، زکوٰۃ دینا، بیت اللہ کا حج کرنا اور روزہ رکھنا"۔ اور مسلم کی روایت میں ہے: "رمضان کا روزہ رکھنا اور بیت اللہ کا حج کرنا"۔

روزہ کی فرضیت ۲ ھ میں ہوئی فرمانِ باری تعالیٰ ہے: ﴿يٰۤاَيُّهَا الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا كُتِبَ عَلَيْكُمُ الصِّيَامُ كَمَا كُتِبَ عَلَى الَّذِيْنَ مِنْ قَبْلِكُمْ لَعَلَّكُمْ تَتَّقُوْنَ﴾ "اے ایمان والو! تم پر روزے فرض کئے گئے جس طرح تم سے پہلے لوگوں پر فرض کئے گئے تھے، تاکہ تم تقویٰ اختیار کرو" (سورۃ البقرۃ:۱۸۳)

روزہ کا حکم: پوری امتِ مسلمہ کا رمضان کے روزہ کی فرضیت پر اتفاق ہے، چنانچہ اس کی فرضیت کا انکار کرنے والا شخص دینِ اسلام سے خارج ہے۔

رمضان کے روزے ہر قدرت رکھنے والے، غیر معذور، مسلم، عاقل، بالغ اور مقیم مرد وعورت پر فرض ہے، جسے ایمان اور

ثواب کی نیت سے رکھنا ضروری ہے، نبی ﷺ کا فرمان ہے: (مَنْ صَامَ رَمَضَانَ إِيْمَاناً وَاحْتِسَابًا غُفِرَ لَهٗ مَا تَقَدَّمَ مِنْ ذَنْبِهٖ) ''جس نے رمضان کے روزے ایمان اور ثواب کی نیت سے رکھے اس کے پچھلے سارے گناہ بخش دیئے گئے'' (بخاری ومسلم)، چنانچہ اگر کوئی شخص بغیر ثواب کی نیت کے یا محض دکھاوے کی خاطر روزے رکھے، یا روزہ کی حالت میں گالی گلوچ، لڑائی جھگڑے اور گندی باتیں کرے تو ایسے روزوں کا کوئی فائدہ نہیں ہے، نبی ﷺ کا فرمان ہے: (مَنْ لَمْ يَدَعْ قَوْلَ الزُّوْرِ وَالْعَمَلَ بِهٖ وَالْجَهْلَ، فَلَيْسَ لِلّٰهِ حَاجَةٌ فِيْ أَنْ يَّدَعَ طَعَامَهٗ وَشَرَابَهٗ) ''جو شخص-روزہ کی حالت میں-جھوٹی بات، جھوٹا کام اور جہالت ونادانی کی باتوں سے باز نہ آجائے تو اللہ کو ایسے شخص کے بھوکے پیاسے رہنے کی کوئی حاجت نہیں ہے''۔ (بخاری)

اور آپ ﷺ نے یہ بھی فرمایا: (اَلصِّيَامُ جُنَّةٌ، فَإِذَا كَانَ

يَوْمُ صَوْمِ أَحَدِكُمْ ، فَلَا يَرْفُثْ وَلَا يَصْخَبْ، فَإِنْ سَابَّهُ أَحَدٌ أَوْ قَاتَلَهُ فَلْيَقُلْ إِنِّيْ صَائِمٌ) ''روزہ (جہنم سے) ڈھال ہے، چنانچہ روزہ کی حالت میں نہ کوئی بری بات کہے نہ لڑائی جھگڑے کے ساتھ اپنی آوازیں بلند کرے، اور اگر کوئی شخص اسے گالی دے، یا اس سے لڑائی کرے تو اس سے کہہ دے کہ: میں روزہ سے ہوں''۔ (بخاری ومسلم)

روزہ دار کو چاہئے کہ ہر طرح کے برے کام سے جو اس کے روزہ کو فاسد کردے یا ثواب میں کمی کردے اپنے آپ کو بچائے؛ لہذا نہ تو جھوٹی باتیں کرے، نہ غلط کام کرے، نہ کسی پر الزام تراشی کرے، نہ غیبت کرے، نہ چغلی کرے، نہ کسی کو گالی دے اور نہ ہی بری بات کہے، بلکہ ہر اس کام کو کرنے یا کہنے سے بچے جس میں کوئی مصلحت نہ ہو؛ اس لئے کہ حرمت والے زمانوں میں جس طرح نیکیوں کے ثواب میں اضافہ ہوتا ہے بعینہ برے کاموں

کے گناہ میں بھی اضافہ ہوتا ہے، لہذا ایسا نہ ہو کہ اس کے گناہ نیکیوں کے ثواب پر غالب آجائیں۔

روزہ کی فضیلت

۱- اللہ تعالیٰ نے روزہ کا ثواب اپنے ذمہ خاص کرلیا ہے، چنانچہ حدیث قدسی میں ہے: (كُلُّ عَمَلِ ابْنِ آدَمَ يُضَاعَفُ، اَلْحَسَنَةُ بِعَشْرِ أَمْثَالِهَا إِلَى سَبْعِمِائَةِ ضِعْفٍ، قَالَ اللّٰهُ عزوجل: إِلَّا الصَّوْمَ فَإِنَّهُ لِيْ وَأَنَا أَجْزِيْ بِهٖ) ''ابن آدم کے سارے اعمال دو چند کیے جاتے ہیں، ایک نیکی کا ثواب دس سے سات سو گنا تک ملتا ہے، اللہ عزوجل نے فرمایا: سوائے روزہ کے، بندہ اسے میری خاطر رکھتا ہے اور اس کا بدلہ میں ہی دوں گا''۔ (بخاری ومسلم)

۲- روزہ گناہوں کے خاتمہ کا سبب ہے: چنانچہ نبی ﷺ نے فرمایا: (اَلصَّلَوَاتُ الْخَمْسُ، وَالْجُمُعَةُ إِلَى الْجُمُعَةِ، وَرَمَضَانُ إِلَىٰ

رَمَضَانَ مُكَفِّرَاتٌ لِّمَا بَيْنَهُنَّ مَا اجْتُنِبَتِ الْكَبَائِرُ) ''پانچوں وقت کی نمازیں، جمعہ کے بعد دوسرا جمعہ اور رمضان کے بعد دوسرا رمضان اپنے بیچ کے گناہوں کا کفارہ ہیں بشرطیکہ بڑے گناہوں سے بچا جائے''۔(مسلم)

۳- روزہ قیامت کے دن روزہ دار کے لئے سفارش کرے گا، نبی ﷺ کا فرمان ہے:(اَلصِّيَامُ وَالْقُرْآنُ يَشْفَعَانِ لِلْعَبْدِ يَوْمَ الْقِيَامَةِ، يَقُوْلُ الصِّيَامُ: أَيْ رَبِّ مَنَعْتُهُ الطَّعَامَ وَالشَّهْوَةَ فَشَفِّعْنِيْ فِيْهِ، وَيَقُوْلُ الْقُرْآنُ مَنَعْتُهُ النَّوْمَ بِاللَّيْلِ فَشَفِّعْنِيْ فِيْهِ، قَالَ: فَيُشَفَّعَانِ) ''روزہ اور قرآن بندے کے لئے قیامت کے دن سفارش کریں گے، روزہ کہے گا: اے میرے رب! میں نے اسے کھانے اور شہوت سے منع کر دیا تھا؛لہذا اس کے لئے میری سفارش قبول کر لے،اور قرآن کہے گا: میں نے اسے راتوں کو سونے نہیں دیا تھا؛لہذا اس کے لئے میری سفارش قبول فرمالے، نبی ﷺ نے فرمایا:

پھر دونوں کی سفارش قبول کی جائے گی''۔ (مسند احمد، طبرانی اور ابن ابی الدنیا کی کتاب الجوع، البانی نے اس کی تحسین کی ہے اور اور حاکم نے کہا ہے یہ مسلم کی شرط کے مطابق صحیح ہے۔)

۴- روزے دار افطار کے وقت اور اپنے رب سے ملاقات کے وقت روزہ کے سبب خوش ہوں گے۔ (بخاری)

۵- روزے دار جنت میں ''ریان'' نامی دروازہ سے داخل ہوں گے، اور جب سارے داخل ہو جائیں گے تو دروازہ بند کر دیا جائے گا، پھر اس کے بعد کوئی نہیں داخل ہوگا۔ (بخاری ومسلم)

۶- روزے دار کے منہ کی بو قیامت کے دن اللہ تعالیٰ کے نزدیک مشک کی خوشبو سے بہتر ہوگی۔ (بخاری ومسلم)

۷- جو شخص اللہ کے راستہ میں ایک دن روزہ رکھتا ہے، اللہ تعالیٰ اس کے چہرہ سے ۷۰ سال کی مسافت کے برابر جہنم کی آگ دور کر دیتا ہے۔ (بخاری ومسلم)

۸- رمضان کے بعد شوال کے چھ روزے رکھنے کے سبب پورے

سال روزہ رکھنے کا ثواب ملتا ہے۔(مسلم)

۹--جس نے روزہ دار کو افطار کرایا تو اسے روزہ دار کے برابر اجر ملے گا اور روزہ دار کے اجر وثواب میں کسی طرح کی کمی نہیں ہوگی۔(اس حدیث کو ترمذی نے روایت کیا ہے اور اسے حسن صحیح کہا ہے)

۱۰- ہر مہینے تین دن روزے رکھنا، عرفہ(۹ ذوالحجۃ) اور عاشوراء(۱۰ محرم) کا روزہ رکھنا اور سوموار و جمعرات کا روزہ رکھنا مستحب ہے، رسول اللہ ﷺ نے فرمایا:(ثَلَاثٌ مِنْ كُلِّ شَهْرٍ، وَرَمَضَانُ إِلٰى رَمَضَانَ فَهٰذَا صِيَامُ الدَّهْرِ كُلِّهِ، وَصِيَامُ يَوْمِ عَرَفَةَ أَحْتَسِبُ عَلَى اللّٰهِ أَنْ يُكَفِّرَ السَّنَةَ الَّتِي قَبْلَهُ وَالسَّنَةَ الَّتِي بَعْدَهُ، وَصِيَامُ يَوْمِ عَاشُورَاءَ أَحْتَسِبُ عَلَى اللّٰهِ أَنْ يُكَفِّرَ السَّنَةَ الَّتِي قَبْلَهُ) ''ہر مہینہ میں تین دن کے روزے اور رمضان کے روزے ایک رمضان سے اگلے رمضان تک یہ ہمیشہ کا روزہ ہے، اور یوم عرفہ کے روزہ سے متعلق مجھے اللہ سے امید ہے کہ یہ اگلے اور پچھلے سال کے

گناہوں کا کفارہ بن جائے گا، اور عاشوراء (۱۰ محرم) کے روزہ سے متعلق مجھے اللہ سے امید ہے کہ یہ پچھلے سال کے گناہوں کا کفارہ بن جائے گا)۔ (مسلم)

ہر مہینہ کے تین روزے کی تفسیر میں عمر بن خطاب، ابن مسعود اور ابو ذر رضی اللہ عنہم سے ایام بیض (یعنی عربی کی ۱۳، ۱۴ اور ۱۵ تاریخ) کے روزے رکھنا وارد ہے۔

ماہِ رمضان کی خصوصیت

۱-ماہِ رمضان آتے ہی آسمان کے دروازے کھول دیئے جاتے ہیں،
-اور ایک دوسری روایت میں ہے: رمضان آتے ہی جنت کے دروازے کھول دیئے جاتے، جہنم کے دروازے بند کردیئے جاتے ہیں اور شیطانوں کو جکڑ دیا جاتا ہے۔(بخاری ومسلم)

۲- اس مہینہ میں ایمان اور ثواب کی نیت سے قیام کرنے کے باعث پچھلے سارے گناہ بخش دیئے جاتے ہیں۔(بخاری ومسلم)

رمضا ن کی تین راتوں (۲۳، ۲۵ اور ۲۷) میں آپ ﷺ نے باجماعت قیام بھی کرایا، تراویح کی یہ نماز آٹھ رکعت مع وتر گیارہ رکعت ہیں جس کی صراحت جابر رضی اللہ عنہ کی روایت میں وارد ہے:(صَلَّى بِنَا رَسُوْلُ اللهِ ﷺ فِيْ شَهْرِ رَمَضَانَ ثَمَانَ رَكْعَاتٍ وَأَوْتَرَ فَلَمَّا كَانَتِ الْقَابِلَةُ اجْتَمَعْنَا فِي الْمَسْجِدِ

وَرَجَوْنَا أَنْ يَّخْرُجَ فَلَمْ نَزَلْ فِيْهِ حَتّٰى أَصْبَحْنَا ثُمَّ دَخَلْنَا فَقُلْنَا يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ! اجْتَمَعْنَا الْبَارِحَةَ فِي الْمَسْجِدِ وَرَجَوْنَا أَنْ تُصَلِّيَ بِنَا، فَقَالَ: ((إِنِّيْ خَشِيْتُ أَنْ يُّكْتَبَ عَلَيْكُمْ)) ''نبی ﷺ نے رمضان میں ہمیں باجماعت آٹھ رکعت قیام کرایا، اور وتر پڑھی، پھر جب اگلی رات آئی تو ہم مسجد میں اکٹھا ہو گئے، اور ہم نے یہ خواہش کی کہ آپ قیام کے لئے نکلیں، چنانچہ ہم صبح تک مسجد میں ہی رہے، پھر ہم آپ کے پاس آئے اور ہم نے کہا: اے اللہ کے رسول! گزشتہ رات یہ امید لئے کہ آپ ہمیں قیام کرائیں گے ہم مسجد میں اکٹھا ہوئے، تو آپ نے فرمایا: ''مجھے یہ ڈر ہوا کہ تم پر فرض کردی جائے''۔ صحیح ابن خزیمہ وصحیح ابن حبان، مسند ابویعلی، المعجم الصغیر اور مروزی کی قیام اللیل۔ ابن حجر نے اس روایت کی تقویت کی ہے اور البانی نے اسے حسن قرار دیا ہے۔

اور صحیح بخاری ومسلم میں عائشہ رضی اللہ عنہا کی روایت ہے: (مَا كَانَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ يَزِيْدُ فِيْ رَمَضَانَ وَلَا فِيْ غَيْرِهِ عَلٰى

إِحْدٰى عَشْرَةَ رَكْعَةً) ''رسول اللہ ﷺ رمضان اور غیر رمضان میں گیارہ رکعت سے زیادہ قیام نہیں کیا کرتے تھے''۔ (بخاری ومسلم)

نبی ﷺ کے زمانہ میں ابی بن کعب کا اپنے گھر کی عورتوں کو ماہِ رمضان میں باجماعت آٹھ رکعت تراویح پڑھانا بھی ثابت ہے۔

دیکھیے: مسند ابویعلی اور صحیح ابن حبان، ہیثمی نے اس کی تحسین کی ہے۔

اسی طرح عمر رضی اللہ عنہ نے بھی رمضان میں ابی بن کعب اور تمیم داری رضی اللہ عنہما کو باجماعت گیارہ (۱۱) رکعت نماز پڑھانے کا حکم دیا تھا۔

دیکھیے: موطأ امام مالک۔

واضح رہے کہ نبی ﷺ کا ۲۰ رکعت تراویح پڑھنا یا عمر رضی اللہ عنہ کا ۲۰ رکعت تراویح پڑھانے کا حکم دینا کسی بھی صحیح حدیث سے ثابت نہیں ہے، البتہ چونکہ بعض صحابۂ کرام رضی اللہ عنہم سے ۱۱ رکعت سے زیادہ پڑھنا بھی ثابت ہے اس وجہ سے محض نفل کی نیت سے بیس رکعتیں یا اس سے کم یا زیادہ پڑھی جاسکتی ہیں۔

۳۔ اس مہینہ میں شبِ قدر ہے جس کے متعلق فرمانِ باری تعالیٰ

ہے:﴿لَيْلَةُ الْقَدْرِ خَيْرٌ مِّنْ أَلْفِ شَهْرٍ﴾ ''شبِ قدر ایک ہزار مہینہ سے بہتر ہے''۔یعنی اس رات میں نیک عمل کرنا ایک ہزار مہینہ میں عمل کرنے سے بہتر ہے، جو کہ تقریباً ۸۳ سالوں کے برابر ہے۔شبِ قدر آخری عشرہ کی طاق راتوں میں سے کوئی ایک رات ہوتی ہے۔

۴-شبِ قدر میں ایمان اور ثواب کی نیت سے قیام کرنے کے باعث پچھلے سارے گناہ بخش دیئے جاتے ہیں۔(بخاری ومسلم)

۵- رمضان میں صدقہ کرنا سب سے بہتر صدقہ ہے۔(ترمذی) نبی ﷺ ماہِ رمضان میں دوسرے مہینوں کی بنسبت زیادہ صدقات وخیرات کیا کرتے تھے۔(بخاری ومسلم)

۶-رمضان میں عمرہ کا ثواب حج کے برابر ہے، بلکہ ایک روایت میں ہے کہ: نبی ﷺ نے فرمایا:(تَقْضِي حَجَّةً مَّعِي) ''میرے ساتھ حج کرنے کے برابر ہے''۔(بخاری ومسلم)

۷- رمضان ماہِ قرآن ہے، اسی مہینہ میں اللہ تعالیٰ نے قرآن مجید کو لوحِ محفوظ سے آسمانِ دنیا پر اتارا، فرمان باری تعالیٰ ہے: ﴿شَهْرُ رَمَضَانَ الَّذِيْ أُنْزِلَ فِيْهِ الْقُرْآنُ هُدًى لِلنَّاسِ وَبَيِّنَاتٍ مِنَ الْهُدٰى وَالْفُرْقَانِ﴾ ''ماہِ رمضان وہ ہے جس میں قرآن اتارا گیا جو لوگوں کو ہدایت کرنے والا ہے، اور جس میں ہدایت کی اور حق وباطل کی تمیز کی نشانیاں ہیں''۔ (سورۃ البقرۃ: ۱۸۵)، نبی ﷺ اس مبارک مہینہ میں جبریل علیہ السلام سے قرآن کا دور کیا کرتے تھے، اور جس سال آپ ﷺ کی وفات ہوئی اس سال آپ ﷺ نے دو مرتبہ دور کیا تھا، لہذا اس مبارک مہینہ میں قرآن مجید کی تلاوت کا خوب اہتمام کرنا چاہئے اللہ کے رسول ﷺ کا ارشاد گرامی ہے: (اِقْرَأُوا الْقُرْآنَ فَإِنَّهُ يَأْتِيْ يَوْمَ الْقِيَامَةِ شَفِيْعًا لِأَصْحَابِهٖ) ''قرآن پڑھو، کیونکہ یہ قیامت کے دن تلاوت کرنے والوں کے لئے سفارشی بن کر آئے گا''۔ (مسلم)

۸- رمضان ذکر اور دعا کا مہینہ ہے، اس مہینہ میں دعا کا خوب اہتمام کرنا چاہیئے، خصوصاً افطاری کے وقت؛ اس لئے کہ افطاری کے وقت کی دعا قبول کی جاتی ہے، اور ہر رات اللہ تعالیٰ لوگوں کو جہنم کی آگ سے آزاد کرتا ہے۔ (ترمذی اور نسائی)

روزہ کی قبولیت کے بنیادی شروط

ہر عبادت کی قبولیت کے لئے دو بنیادی اصول ہیں:

۱:-اخلاص (یعنی اللہ تعالیٰ کے لئے عملِ صالح کو خالص کرنا)،

اور۲:-متابعت (یعنی رسول اللہ ﷺ کی سنت کے مطابق عمل کرنا)،

چنانچہ ان کے بغیر کوئی بھی عبادت قبول نہیں ہوتی ہے،فرمانِ باری تعالیٰ ہے:﴿بَلٰی مَنْ أَسْلَمَ وَجْهَهٗ لِلّٰهِ وَهُوَ مُحْسِنٌ فَلَهٗ أَجْرُهٗ عِنْدَ رَبِّهٖ وَلَا خَوْفٌ عَلَيْهِمْ وَلَا هُمْ يَحْزَنُوْنَ﴾ ''سنو!جو بھی اپنے آپ کو خلوص کے ساتھ اللہ کے سامنے جھکا دے، بے شک اسے اس کا رب پورا بدلہ دے گا، اس پر نہ تو کوئی خوف ہوگا، نہ غم اور اداسی''۔(سورۃالبقرۃ:۱۱۲)آیت کریمہ کے اندر﴿أَسْلَمَ وَجْهَهٗ لِلّٰهِ﴾ کا مطلب ہے محض اللہ کی رضا کے لئے کام کرنا اور ﴿وَهُوَ مُحْسِنٌ﴾ کا مطلب ہے اس عمل کو اخلاص کے ساتھ پیغمبر آخر

الزماں ﷺ کی سنت کے مطابق کرنا۔(احسن البیان)

محترم قارئین! روزہ وہ عظیم ترین عبادت ہے جو ریاونمود سے دور خلوصیت وللہیت کا درس دیتا ہے، بندہ اسے محض اللہ تعالیٰ کی خوشنودی کی خاطر رکھتا ہے، اسی لئے اللہ تبارک وتعالیٰ نے حدیث قدسی کے اندر اپنے روزہ دار بندوں کی مدح وستائش کی ہے، نبی کا فرمان ہے:(كُلُّ عَمَلِ ابْنِ آدَمَ يُضَاعَفُ، اَلْحَسَنَةُ بِعَشْرِ أَمْثَالِهَا إِلَى سَبْعِمِائَةِ ضِعْفٍ، قَالَ اللّٰهُ ﷻ إِلَّا الصَّوْمُ فَإِنَّهُ لِي وَأَنَا أَجْزِي بِهِ) ''ابن آدم کے سارے اعمال دوچند کئے جاتے ہیں، ایک نیکی کا ثواب دس سے سات سو گنا تک ملتا ہے، اللہ ﷻ نے فرمایا: سوائے روزہ کے، بندہ اسے میری خاطر رکھتا ہے اور اس کا بدلہ میں ہی دوں گا''۔(مسلم)، اور یہ بدلہ جنت کی محلیں ہیں جنہیں اللہ تعالیٰ نے اپنے مخلص بندوں کے لئے تیار کررکھے ہیں، چنانچہ فرمانِ باری تعالیٰ ہے:﴿اَلَّذِيْنَ اٰمَنُوْا وَلَمْ يَلْبِسُوْا إِيْمَانَهُمْ

بِظُلْمٍ أُولَٰئِكَ لَهُمُ الْأَمْنُ وَهُم مُّهْتَدُونَ﴾ ''جولوگ ایمان رکھتے ہیں اور اپنے ایمان کو شرک کے ساتھ مخلوط نہیں کرتے، ایسوں ہی کے لئے امن ہے اور وہی راہِ راست پر چل رہے ہیں''۔ (سورۃ الأنعام: ۸۲)

یہاں پر امن سے آخرت میں عذاب جہنم سے امن وامان اور جنت کی دائمی زندگی مراد ہے، چنانچہ جس شخص کا ایمان کامل ہوگا اللہ تعالیٰ اسے مکمل امن وامان عطا کرے گا، بغیر دکھ تکلیف کے اس کا جنت میں استقبال کرے گا، اور جس کا ایمان ناقص ہوگا، دنیا میں اس سے چھوٹے بڑے گناہ ہوئے ہوں گے، اور بڑے گناہوں سے بغیر توبہ کئے اس کی وفات ہوگئی ہوگی، تو ایسے شخص کو اگر اللہ تعالیٰ چاہے گا تو بغیر سزا دیئے جنت میں داخل کردے گا، اور اگر چاہے گا تو گناہوں کے برابر سزا دے کر جنت میں داخل کرے گا، جیسا کہ فرمانِ باری تعالیٰ ہے: ﴿إِنَّ اللَّهَ لَا يَغْفِرُ أَن يُشْرَكَ بِهِ وَيَغْفِرُ مَا

دُونَ ذٰلِكَ لِمَنْ يَّشَاءُ وَمَنْ يُّشْرِكْ بِاللّٰهِ فَقَدْ ضَلَّ ضَلَالًا بَعِيدًا﴾ ''اسے اللہ تعالیٰ قطعاً نہ بخشے گا کہ اس کے ساتھ شریک مقرر کیا جائے، ہاں شرک کے علاوہ گناہ جس کے چاہے معاف فرما دیتا ہے اور اللہ کے ساتھ شریک کرنے والا بہت دور کی گمراہی میں جا پڑا''۔ (سورۃ النساء:۱۱۶)

اور حدیث قدسی ہے کہ اللہ تبارک وتعالیٰ نے فرمایا: (يَا ابْنَ آدَمَ إِنَّكَ لَوْ أَتَيْتَنِي بِقُرَابِ الْأَرْضِ خَطَايَا ثُمَّ لَقِيْتَنِي لَا تُشْرِكُ بِي شَيْئًا لَأَتَيْتُكَ بِقُرَابِهَا مَغْفِرَةً) ''اے آدم کے بیٹے اگر تو دنیا بھر کے گناہ کے ساتھ بھی میرے پاس آئے، اور مجھ سے تمہاری ملاقات اس حالت میں ہو کہ تم نے میرے ساتھ شرک نہ کیا ہو تو میں تمہارے گناہوں کے برابر مغفرت وبخشش لے کر آؤں گا''۔ (ترمذی البانی نے اسے صحیح کہا ہے۔)

محترم قارئین! شرک سب سے بڑا گناہ اور عظیم ترین ظلم

ہے،اور جیسا کہ قرآن وسنت کی روشنی میں واضح ہے کہ اللہ تعالیٰ مشرک کے اعمال نہ تو قبول فرمائے گا اور نہ ہی ہرگز اسے معاف کرے گا؛لہذا ہمیں چاہئے کہ قبر پرستی،اولیاء وصالحین کے ذریعہ استغاثہ،ان کے لئے نذر ونیاز اور ان جیسے دیگر شرکیہ اعمال سے اپنے آپ کو بچائیں،اور توحید پر ثابت قدم رہیں،صرف ایک اللہ تعالیٰ کی عبادت کریں؛ کیونکہ اسی کی خاطر یہ کائنات وجود میں آئی، اور اسی کی نشر واشاعت کے لئے سارے نبی اور رسول اس دنیا میں آئے جس سلسلہ کی سب سے آخری کڑی خاتم المرسلین احمد مجتبیٰ محمد مصطفیٰ ﷺ تھے،چنانچہ شیطانی راستے اور باپ دادا کی اندھی تقلید کو چھوڑ کر جنہوں نے آپ ﷺ کی اطاعت کی،آپ ﷺ کے بتائے ہوئے طریقہ کے مطابق اللہ تعالیٰ کی عبادت کی اور غیبی امور میں آپ ﷺ کی خبروں کی تصدیق کی،وہ کامیاب رہے، جنت ان کا ٹھکانہ ہوا،اور جنہوں نے آپ ﷺ کی اطاعت سے منہ موڑا، باپ

دادا کی اندھی تقلید کی اور غیروں کے احکام کو آپ ﷺ کے احکام پر برتری عطا کی وہ ذلیل وخوار ہوئے ، جہنم ان کا ٹھکانہ ہوا، چنانچہ صحیح بخاری کی روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا:(كُلُّ أُمَّتِي يَدْخُلُونَ الْجَنَّةَ إِلَّا مَنْ أَبٰى) ''میری امت کے سارے لوگ جنت میں داخل ہوں گے سوائے ان کے جنہوں نے انکار کیا''۔ صحابہ کرام ﷺ نے کہا: اے اللہ کے رسول ﷺ! جنت میں داخل ہونے سے کون انکار کرے گا؟ تو آپ ﷺ نے فرمایا:(مَنْ أَطَاعَنِي دَخَلَ الْجَنَّةَ وَمَنْ عَصَانِي فَقَدْ أَبٰى) ''جس نے میری اطاعت کی وہ جنت میں داخل ہوا، اور جس نے میری نافرمانی کی اس نے جنت میں داخل ہونے سے انکار کیا''۔ (بخاری)

روزے سے متعلق بعض احکام

۱-روزہ کی نیت: فرض روزے کے لئے رات ہی میں اذانِ فجر سے پہلے پہلے دل سے نیت کرنا ضروری ہے، پَر زبان سے نیت کرنا بدعت ہے، نبی کا ﷺ کا فرمان ہے:(مَنْ لَمْ يُبَيِّتِ الصِّيَامَ قَبْلَ الْفَجْرِ فَلَا صِيَامَ لَهُ) ''جس نے فجر سے پہلے روزے کی نیت نہیں کی اس کے روزے نہیں ہوئے''۔ (نسائی، دارمی اور دارقطنی، البانی نے اسے صحیح کہا ہے)

البتہ نفل روزوں کے لئے دن میں نیت کرنا کافی ہے، عائشہ رضی اللہ عنہا فرماتی ہیں کہ نبی کریم ﷺ میرے پاس آکر پوچھا کرتے تھے کہ تمہارے پاس کھانے کو کچھ ہے؟ میں کہتی: نہیں ہے، تو آپ ﷺ فرمایا کرتے:(فَإِنِّي صَائِمٌ) ''پھر میں روزہ سے ہوں''۔ (مسلم، ابوداود، نسائی، ترمذی اور ابن ماجہ)

۲-مسافر کا روزہ: ماہِ رمضان میں مسافر کو بحالتِ سفر رخصت

حاصل ہے، چاہے تو وہ روزہ رکھے یا نہ رکھے، البتہ اگر روزہ رکھنے میں مشقت وپریشانی نہ ہوتو جمہور اہلِ علم کے نزدیک روزہ رکھنا افضل ہے، اور اگر روزہ رکھنے کے سبب مشقت وپریشانی ہوتو روزہ نہ رکھنا افضل ہے نبی ﷺ نے فتح مکہ کے سال مشقت کے سبب راستہ میں عصر بعد روزہ توڑ دیا، اور جب آپ ﷺ کو یہ خبر دی گئی کہ ابھی بھی بعض لوگ روزہ کی حالت میں ہیں تو آپ ﷺ نے فرمایا: (أُولٰئِكَ الْعُصَاةُ، أُولٰئِكَ الْعُصَاةُ) ''وہ لوگ نافرمان ہیں، وہ لوگ نافرمان ہیں''۔(مسلم)

اور ابوسعید خدری رضی اللہ عنہ بیان فرماتے ہیں کہ: ہم لوگ نبی ﷺ کے ساتھ رمضان میں غزوہ کیا کرتے تھے، تو ہم میں سے بعض لوگ روزہ سے ہوتے تھے اور بعض روزہ نہیں رکھتے تھے، تو روزہ دار نہ تو غیر روزہ کی عیب جوئی کرتے تھے اور نہ ہی غیر روزہ دار روزہ دار کی عیب جوئی کرتے تھے، بلکہ ان کا خیال یہ تھا کہ: جسے روزہ رکھنے

کی طاقت ہے اور اس نے روزہ رکھا تو اچھا کیا، اور جسے روزہ رکھنے کی طاقت نہیں ہے اور اس نے روزہ نہیں رکھا تو اچھا کیا''۔ (مسلم)

۳- بیمار کا روزہ: بیماری دو طرح کی ہوتی ہے، یا تو اس سے صحت یابی کی امید ہو یا نہ ہو۔

الف: اگر صحت یابی کی امید ہو، اور روزہ رکھنے کے سبب بیماری میں اضافہ یا لمبی مدت تک بیمار رہنے کا خوف ہو تو ایسی صورت میں باتفاق اہل علم ایسے بیمار شخص کے لئے افطار کرنا (یعنی روزہ نہ رکھنا) جائز ہے، بلکہ بعض اہلِ علم کے نزدیک افطار کرنا مستحب ہے، فرمانِ باری تعالیٰ ہے: ﴿وَمَنْ كَانَ مَرِيضًا أَوْ عَلَىٰ سَفَرٍ فَعِدَّةٌ مِّنْ أَيَّامٍ أُخَرَ﴾ ''ہاں جو بیمار ہو یا مسافر ہو تو اسے دوسرے دنوں میں یہ گنتی پوری کرنی چاہئے''۔ (سورۃ البقرۃ:۱۸۵)

اور اگر یہ بات متحقق ہو کہ روزہ اس بیمار شخص کی صحت کے لئے مضر ہے تو پھر ایسی صورت میں اس کے لئے افطار کرنا (یعنی

روزہ نہ رکھنا) واجب ہے اور روزہ رکھنا حرام ہے، فرمانِ باری تعالیٰ ہے: ﴿وَلَا تَقْتُلُوٓا أَنفُسَكُمْ إِنَّ اللَّهَ كَانَ بِكُمْ رَحِيمًا﴾ ''اور اپنے آپ کو قتل نہ کرو، یقیناً اللہ تعالیٰ تم پر نہایت مہربان ہے''۔ (سورۃ النساء: ۲۹) چنانچہ بیمار شخص بیماری کے ایام میں افطار کرے گا اور صحت مند ہونے کے بعد ان ایام کے روزے کو مکمل کرے گا۔

ب: اور اگر ایسی بیماری ہو کہ اس سے صحت یابی کی امید نہ ہو اور بیماری کے سبب روزہ رکھنا بھی ممکن نہ ہو تو پھر ایسی صورت میں ایسے بیمار شخص پر روزہ رکھنا فرض نہیں ہے، بلکہ ایسا شخص افطار کرے گا (یعنی روزہ نہیں رکھے گا) اور ہر دن کے روزہ کے بدلہ ایک مسکین کو کھانا کھلائے گا، ایسے لوگوں کے متعلق اللہ تعالیٰ کا فرمان ہے: ﴿وَعَلَى الَّذِينَ يُطِيقُونَهُ فِدْيَةٌ طَعَامُ مِسْكِينٍ﴾ ''اور جو نہایت مشقت سے روزہ رکھ سکیں فدیہ میں ایک مسکین کو کھانا دیں''۔ (سورۃ البقرۃ: ۱۸۴) یہ تفسیر حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے منقول ہے کہ یہ آیت

منسوخ نہیں ہے بلکہ یہ حکم بوڑھوں کے متعلق ہے جو روزہ نہیں رکھ سکتے ہیں''۔ (بخاری) اور جس مریض کی صحت یابی کی امید نہیں ہے وہ جمہور اہلِ علم کے نزدیک بوڑھوں کے حکم میں ہے۔

۳-اگر بوڑھا شخص باشعور ہے لیکن بوڑھاپے کے سبب روزہ رکھنے کی طاقت نہیں رکھتا ہے تو ہر دن کے بدلہ میں ایک مسکین کو کھانا کھلائے گا، یہی ابن عباس رضی اللہ عنہما کا فتوی ہے، اور انس بن مالک رضی اللہ عنہ کا یہی عمل رہا ہے۔ (بخاری تعلیقا) اور اگر بوڑھا شخص عقل وشعور کھو بیٹھا ہو تو مجنون کے حکم میں ہے، نہ تو اس پر روزہ فرض ہے اور نہ ہی کھانا کھلانا۔ اور اگر کبھی عقل وشعور کھو بیٹھتا ہو اور کبھی باشعور رہتا ہو تو باشعور رہنے کی حالت میں روزہ کی طاقت ہو تو روزہ رکھنا فرض ہے اور اگر طاقت نہ ہو تو ہر روزہ کے بدلہ میں ایک مسکین کو کھانا کھلائے گا۔ (ابن باز)

۴-عورت کا روزہ: بالغہ عورت پر روزہ رکھنا فرض ہے، البتہ حیض

کے دنوں میں ان کے لئے افطار کرنا (یعنی روزہ نہ رکھنا) اور بعد میں ان دنوں کے روزے کو مکمل کرنا واجب ہے۔ نیز سورج غروب ہونے سے ایک منٹ پہلے بھی حیض آجائے تو اس دن کا روزہ باطل ہو جائے گا جسے بعد میں مکمل کرنا ہوگا، لیکن اگر روزہ کی حالت میں محض درد کا احساس ہو اور سورج غروب ہونے تک حیض نہ آئے تو اس سے روزہ نہیں ٹوٹتا۔ (ابن باز)

حمل والی اور دودھ پلانے والی عورتوں کو اگر روزہ رکھنے میں مشقت و پریشانی ہو تو روزہ نہ رکھنے کی انہیں اجازت ہے، پر طاقت کے بعد ان روزوں کو مکمل کریں گی۔ (ابن باز)

روزہ توڑنے والے امور

۱- با اختیار، قصداً کھانے پینے سے یا منہ اور ناک وغیرہ کے ذریعہ کسی بھی غذا یا قوت بخش اشیاء کو استعمال کرنے سے روزہ ٹوٹ جاتا ہے۔

۲- رات میں بیوی سے مباشرت کرنے کی اجازت ہے البتہ دن میں مباشرت کرنے سے روزہ ٹوٹ جاتا ہے، اور ایسے شخص پر روزہ کی قضاء اور کفارہ دونوں واجب ہے، کفارہ کی تفصیل درجِ ذیل ہے:

ایک مومن غلام کو آزاد کرنا، اگر اس کی طاقت نہ ہو تو مسلسل دو مہینے روزے رکھنا، اور اگر اس کی بھی طاقت نہ ہو تو ساٹھ مسکین کو کھانا کھلانا۔ (بخاری ومسلم)

۳- بیوی سے بوس وکنار ہو کر منی نکالنے یا ہاتھ سے منی نکالنے سے

روزہ ٹوٹ جاتا ہے۔

۴- پچھنا لگوانے سے روزہ ٹوٹ جاتا ہے، اور اگر کسی دوسرے طریقہ سے پچھنا کے مقدار ہی میں جسم سے خون نکالا جائے تو اس سے بھی روزہ ٹوٹ جاتا ہے، البتہ نکسیر پھوٹنے سے یا ہاتھ یا پیر وغیرہ کے زخم وغیرہ سے خون نکلنے سے روزہ نہیں ٹوٹتا۔ اسی طرح اگر ٹیسٹ کے لئے ایک سرنج کی مقدار میں خون نکالا جائے تو اس سے بھی روزہ نہیں ٹوٹتا ہے۔ (ابن باز)

۵- قصداً قے کرنے سے روزہ ٹوٹ جاتا ہے جس کی قضا ضروری ہے۔ (سنن اربعہ)

۶- ناک میں ڈالی جانے والی دوا کا احساس اگر حلق میں ہو تو اس سے بھی روزہ ٹوٹ جاتا ہے، جس کی قضا لازمی ہے۔ (ابن باز)

۷- بحالتِ روزہ سگریٹ نوشی سے روزہ ٹوٹ جاتا ہے۔

ایسے امور کا بیان جن سے روزہ نہیں ٹوٹتا

۱- بلا اختیار، بحالتِ روزہ احتلام (نائٹ فال) سے روزہ نہیں ٹوٹتا۔

۲- بحالتِ روزہ بلا اختیار قے ہوجانے سے روزہ نہیں ٹوٹتا۔ (احمد اور ابن ماجہ)

۳- بلا اختیار حلق میں پانی، دھول، مٹی یا مکھی وغیرہ داخل ہوجانے سے روزہ نہیں ٹوٹتا۔ (ابن باز)

۴- بھول کر کھا پی لینے سے روزہ نہیں ٹوٹتا، اور نہ ہی اس پر اس روزہ کی قضا ہے۔ (مسلم)

۵- جو صبح صادق کے طلوع ہونے میں شک کی بنیاد پر کھا پی لے تو اس کا روزہ نہیں ٹوٹتا، اور نہ ہی اس پر قضا ہے۔ (ابن باز)

۶- رات کو احتلام ہوگیا ہے یا بیوی سے مباشرت کیا ہے اور صبح

صادق ہو جانے کے بعد بھی جنبی حالت میں ہے تو اس سے بھی روزہ نہیں ٹوٹتا۔ (بخاری ومسلم)

۷- مسواک ہی کی طرح پیسٹ سے منہ دھلنے سے بھی روزہ نہیں ٹوٹتا، البتہ اس کا خیال رکھنا چاہئے کہ پیسٹ پیٹ کے اندر داخل نہ ہو، اور اگر بلا ارادہ داخل ہو جائے تو کوئی حرج نہیں ہے۔ (ابن باز)

۸- کان یا آنکھ میں ڈالی جانے والی دوا سے روزہ نہیں ٹوٹتا، اس لئے کہ یہ دوائیں پیٹ تک نہیں پہنچتی ہیں، لیکن اگر حلق میں دوا کا احساس ہو تو قضا کرنا واجب تو نہیں ہے البتہ احتیاطاً کر لینا چاہئے۔ (ابن باز)

۹- بیوی سے بوس وکنار ہونے سے روزہ نہیں ٹوٹتا ہے، لیکن بوسہ لینے سے اگر شہوت غالب آ جانے کا خطرہ ہو تو بوسہ لینا مکروہ ہے۔
(ابن باز)

صدقۂ فطر کی مشروعیت

صدقۂ فطر کی حقیقت: یہ وہ صدقہ ہے جسے انسان عید الفطر کے دن نمازِ عید ادا کرنے سے پہلے پہلے نکالتا ہے، اور اسے زکوٰۃ فطر بھی کہتے ہیں

صدقۂ فطر کی مشروعیت: رمضان کے روزے کی فرضیت کے ساتھ ہی صدقۂ فطر کی مشروعیت ۲ھ میں ہوئی۔

صدقۂ فطر کا حکم: بخاری و مسلم میں عبد اللہ بن عمر رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ: ''رسول اللہ ﷺ نے زکوٰۃ فطر میں ہر مسلم، آزاد و غلام، مرد و عورت اور چھوٹے اور بڑے پر ایک صاع کھجور یا ایک صاع جو نکالنا فرض قرار دیا اور یہ حکم دیا کہ عیدگاہ جانے سے قبل زکوٰۃِ فطر نکال دی جائے''۔ (بخاری و مسلم)

ابن منذر - رحمۃ اللہ علیہ - وغیرہ نے اس کے واجب ہونے پر

اجماع نقل کیا ہے، اسحاق ۔ رحمۃ اللہ علیہ ۔ کا کہنا ہے کہ: یہ اجماع کے مانند ہے۔

چنانچہ صدقۂ فطر ہر مالدار مسلم، چھوٹے بڑے، مرد وعورت اور آزاد وغلام پر واجب ہے۔ مالدار سے مراد ہر وہ شخص ہے جس کے پاس عید کی رات اپنے اور اپنے اہل وعیال کے کھانے کے علاوہ ایک صاع کی مقدار میں زائد غلہ موجود ہو۔

صدقۂ فطر کی حکمت: گندی اور لغو باتوں سے نفس کی طہارت کی خاطر اور مسکینوں کے لئے بطورِ رزق اس صدقہ کو مشروع قرار دیا گیا ہے۔ (ابوداود اور ابن ماجہ)

صدقۂ فطر میں نکالے جانے والے غلہ جات: صدقۂ فطر میں گیہوں، جو، کھجور، کشمش، پنیر کے علاوہ ہر اس اناج کو نکال سکتے ہیں جسے اس ملک والے بطورِ عام غذا استعمال کرتے ہوں۔

صدقۂ فطر کی مقدار: نبی ﷺ نے زکاۃِ فطر میں ایک صاع غلہ کو

واجب قرار دیا ہے، ایک صاع چار مد کا ہوتا ہے، اور چار مد تقریباً ڈھائی کیلوگرام کے برابر ہوتا ہے۔ معاویہ ﷛ نے سب سے پہلے آدھا صاع گندم (گیہوں) نکالنے کی رائے دی تھی، جس پر ابوسعید خدری ﷛ نے ان کی مخالفت کی، اس لئے کہ نبی ﷺ سے کوئی بھی اناج ایک صاع سے کم نکالنا ثابت نہیں ہے۔ (بخاری ومسلم)

صدقۂ فطر نکالنے کا وقت: اس کے دو وقت ہیں، فضیلت کا وقت: عید کی رات سورج غروب ہونے سے عیدگاہ جانے تک ہے۔ اور اگر عید سے ایک دو دن پہلے نکال دیا جائے تو ایسا کرنا بھی کافی ہے؛ اس لئے کہ صحابہ کرام ﷡ کا اس پر عمل رہا ہے۔ (بخاری) اور اگر کوئی شخص نمازِ عید کے بعد نکالے تو پھر یہ عام صدقہ کے حکم میں ہے۔

صدقۂ فطر کی قیمت نکالنا: صدقۂ فطر میں نبی ﷺ، اور صحابہ کرام ﷡ سے قیمت نکالنا ثابت نہیں ہے؛ لہٰذا فطرہ میں نقدی روپیہ پیسہ اور ریال وغیرہ نکالنا درست نہیں ہے، البتہ دوسرے شخص کو روپیہ

پیسہ دے کر وکیل بنایا جاسکتا ہے کہ اس کی طرف سے اناج خرید کر صدقہ ادا کردے۔

صدقۂ فطر کو ایک جگہ سے دوسری جگہ منتقل کرنا: سنت یہ ہے کہ آدمی جس جگہ موجود ہے وہیں پر صدقۂ فطر نکالے، اور اگر کوئی شخص دوسرے ملک میں مقیم ہے اور اپنے گھر والوں کو اپنی طرف سے صدقۂ فطر نکالنے کی وصیت کردیتا ہے تو اس میں کوئی حرج نہیں ہے، لیکن جس جگہ مقیم ہے وہیں پر نکالنا افضل ہے۔

بحمد اللہ

جمع وترتیب:

آفتاب عالم محمد انس مدنی

نظرِ ثانی:

ڈاکٹر حافظ محمد انور

بتاریخ: ۱۴۲۹/۶/۲۸ھ

✸ گزارش ✸

پیارے اسلامی بھائیو اور بہنو! اگر آپ نے اس کتاب کو پڑھ کر استفادہ کرلیا ہے، تو پھر ہماری یہ گزارش ہے کہ آپ اسے اپنے عزیز واقارب کو ہدیہ دیدیجئے تاکہ وہ اس سے فائدہ اٹھائیں؛ ''کیونکہ ہدایت کی راہ دکھانے والے کو عمل کرنے والے کے برابر اجر وثواب ملتا ہے، اور دونوں کے اجر وثواب میں کوئی کمی واقع نہیں ہوتی''۔ (مسلم)، اور اگر آپ ہماری دیگر مطبوعات سے فائدہ اٹھانا چاہتے ہیں تو ہم آپ کو اسلامک سنٹر سلی - ریاض کے اندر خوش آمدید کہتے ہیں، جو مخرج ۱۶ پر اسکانِ جزیرۃ کے شرق میں شارع ہارون رشید اور ابوعبیدہ بن جراح کے سگنل پر واقع ہے۔

یا آپ ہمیں درج ذیل ایڈریس پر خط بھیج سکتے ہیں، ان شاء اللہ ہم آپ کی خدمت کے لئے حاضر رہیں گے۔

المملكة العربية السعودية

ص ب : ١٤١٩ الرياض: ١١٤٣١

آپ کے اسلامی بھائی

منتظمین اسلامک سنٹر سلی - ریاض